علمِ بیان

اہلِ زبان، علمِ بیان کو چار درجوں میں تقسیم کرتے ہیں

(ا)تشبیہ (ب)استعارہ (ج)مجازِ مرسل (د)کنایہ

(ا)تشبیہ

سوال:۔تشبیہ کی تعریف لکھیں۔مثالیں بھی دیں اور ارکان تشبیہ کتنے ہیں وضاحت کریں۔

جواب:۔**تعریف**

تشبیہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی ہیں مشابہت، مثال دینا یا کسی چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دینا ہے۔گرامر کی رُو سے جب کسی ایک چیز کو کسی خاص صفت یا کسی مشترک خوبی یا خامی کی بنا پر دوسری چیز کی مانند قرار دے دیا جائے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔

مثالیں

ا۔بچہ چاند کی مانند حسین ہے تو یہ تشبیہ کہلائے گی کیونکہ چاند کی خوبصورتی تسلیم شدہ ہے

۲۔عبداللہ شیر کی طرح بہادر ہے تو یہ بھی تشبیہ کہلائے گی کیونکہ شیر کی بہادری تسلیم شدہ ہے

ارکانِ تشبیھه

تشبیہ کے مندرجہ ذیل پانچ ارکان ہوتے ہیں

1۔مُشَبَّه۔جس چیز کو کسی دوسری چیز کی مانند قرار دیا جائے وہ مشبّہ کہلاتی ہے مثلاً اُوپر کی مثالوں میں بچّہ اور عبداللہ مشبّہ ہیں

2۔مُشَبَّه بِه۔مشبّہ کو جس چیز سے تشبیہ دی جارہی ہے وہ چیز مشبّہ بہ کہلاتی ہے جیسے اُوپر کی مثالوں میں چاند اور شیر مشبّہ بہ ہیں۔

نوٹ۔(**مُشَبَّه** اور **مُشَبَّه بِه** کو ملا کر **طرفینِ تشبیهه** بھی کہتے ہیں)

3۔حرفِ تشبیهه۔وہ لفظ جو ایک چیز کو دوسری چیز جیسا ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، حرف،تشبیہ کہلاتا ہے مثلاً اوپر کے جملوں میں مانند اور طرح، حروفِ تشبیہ ہیں۔

4۔وَجہِ شِبَه۔وجہ شبہ سے مُراد وہ خوبی(یا خامی)ہوتی ہے جس کی بنا پر مشبّہ کو مشبّہ بہ سے تشبیہ دی جارہی ہے۔

مثلاً چاند کی مانند حسین میں وجہِ شبہ **حُسن** ہے۔اور شیر کی طرح بہادر میں وجہِ شبہ **بہادری** ہے۔

5۔غرضِ تشبیهه۔وہ مقصد یا غرض جس کے لئے تشبیہ دی جائے، غرضِ تشبیہ کہلاتی ہے۔اس کا تشبیہ میں کہیں ذکر نہیں ہوتا صرف تحریر یا پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تشبیہ کس غرض یا مقصد کے لئے دی گئی ہے۔مثلاً **بچے کے حُسن کو واضح کرنا** غرضِ تشبیہ ہے اور **عبداللہ کی بہادری کو واضح کرنا** بھی غرضِ تشبیہ ہے۔

شعری مثالیں

نازکی اُس کے لب کی کیا کہیئے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

(لَب **مُشَبَّہ**، گلاب کی پنکھڑی **مُشَبَّہ بِہ**، سی **حرفِ تشبیہ**، نازکی **وَجَہِ شِبَہ**، لبوں کی نزاکت کا اظہار **غرضِ تشبیہ** ہے)

کسی نے مول نہ پوچھا دلِ شکستہ کا
کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا

(اس میں دلِ شکستہ **مُشَبَّہ**، ٹوٹا پیالہ **مُشَبَّہ بِہ**، **حرفِ تشبیہ** موجود نہیں ہے، شکستگی **وَجَہِ شِبَہ**، غموں کا اظہار **غرضِ تشبیہ** ہے)

زندگی کیا کسی مفلس کی قبا ہے جس میں
ہر گھڑی دَرد کے پیوند لگے جاتے ہیں

(زندگی **مُشَبَّہ**، مفلس کی قبا **مُشَبَّہ بِہ**، کیا بمعنی گویا **حرفِ تشبیہ**، غربت **وَجَہِ شِبَہ**، غریبی کا اظہار **غرضِ تشبیہ** ہے)

(ب) استعارہ

سوال:۔ استعارہ کی تعریف لکھیں۔ مثالیں بھی دیں اور ارکانِ استعارہ کتنے ہیں وضاحت کریں۔

تعریف:۔ اردو لغت میں استعارہ کے معنی عارضی طور پر مانگ لینا، یا کسی چیز کو اُدھار لینا ہے
گرامر کی رُو سے کسی لفظ کو، حقیقی معنوں کی بجائے مجازی (عارضی) معنوں میں اس طرح استعمال کرنا کہ دونوں میں تشبیہہ کا تعلق ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں
استعارہ میں حقیقی اور مجازی معنی میں تشبیہہ کا تعلق پایا جاتا ہے لیکن اس میں حرفِ تشبیہہ نہیں ہوتا۔ مثلاً

ا۔ ماں نے کہا، "میرا چاند سو رہا ہے"۔

۲۔ پاکستانی شیر گراؤنڈ میں اُتر چکے ہیں۔

پہلے جملے میں بچے کو چاند سے اور دوسرے جملے میں کھلاڑیوں کو شیر سے تشبیہہ دی گئی ہے لیکن

- دونوں جملوں میں حرفِ تشبیہہ موجود نہیں ہے
- چاند اور شیر کو حقیقی معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا (بلکہ مجازی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے)

تشبیہہ کے اس انداز کو استعارہ کہتے ہیں۔ تشبیہہ میں مشبہ اور مشبہ بہ دونوں موجود ہوتے ہیں لیکن استعارہ میں مشبہ بہ کو بالکل مشبہ ہی سمجھ لیا جاتا ہے۔

نوٹ۔ (**تشبیہہ کے ارکان پانچ ہوتے ہیں جبکہ استعارہ کے تین**)

ارکانِ استعارہ

1۔ **مُسْتَعَار لَہٗ**:۔ وہ شخص یا چیز جس کے لئے کوئی لفظ یا خوبی اُدھار لیا جائے مثلاً اوپر کے جملوں میں بچہ اور کھلاڑی **مُسْتَعَار لَہٗ** ہیں۔

2۔ **مُسْتَعَار مِنْہُ**:۔ وہ شخص یا چیز جس سے کوئی لفظ یا خوبی اُدھار لی جائے مثلاً اوپر کے جملوں میں چاند اور شیر **مُسْتَعَار مِنْہُ** ہیں۔

3۔ وجہ جامع:۔ مُسْتَعَار لَہٗ اور مُسْتَعَار مِنْہُ میں جو وصف یا خُوبی مشترک ہو اُسے وجہ جامع کہتے ہیں مثلاً اوپر کے جملوں میں بچے اور چاند کے درمیان خوب صورتی اور کھلاڑیوں اور شیر کے درمیان بہادری وجہ جامع ہے۔

شعری مثالیں

پتّا پتّا بُوٹا بُوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گُل ہی نہ جانے، باغ تو سارا جانے ہے

(اس میں مُسْتَعَار لَہٗ محبوب ہے اور مُسْتَعَار مِنْہُ گُل ہے اور وجہ جامع خوب صورتی ہے)

پلکوں سے گِر نہ جائیں یہ موتی سنبھال لو
دُنیا کے پاس دیکھنے والی نظر کہاں

(اس میں مُسْتَعَار لَہٗ آنسو اور مُسْتَعَار مِنْہُ موتی ہیں اور چمک وجہ جامع ہے)

ایک روشن دماغ تھا نہ رہا
شہر میں اک چراغ تھا نہ رہا

(اس میں مُسْتَعَار لَہٗ قابل آدمی ہے اور مُسْتَعَار مِنْہُ چراغ ہے اور وجہ جامع روشنی ہے)

مجازِ مُرسل

یہ علمِ بیان کی تیسری قسم ہے۔ اگر کلام (نثر یا شاعری) میں کوئی لفظ اپنے ظاہری یا حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں اس طرح استعمال ہو کہ ان دونوں معنوں میں تشبیہہ کے علاوہ کوئی اور تعلق ہو تو اسے مجازِ مُرسل کہتے ہیں۔ یعنی

"مجاز مرسل وہ لفظ ہے جو اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہو اور حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہہ کا تعلق نہ ہو"

اس کی ۲۴ صورتیں ہیں جس میں سے چند درج ذیل ہیں۔

ا۔ جُزو بول کر کُل مُراد لینا (کسی شے ر چیز کا کچھ حصّہ ذکر کر کے، وہ مکمل چیز مُراد ہونا) **﴿نوٹ: جُزو ر جُز دونوں طرح لکھنا ٹھیک ہے﴾**

(ا) تُو جہاں ناز سے قدم رکھ دے وہ زمیں آسمان ہے پیارے

اس مثال میں قدم بول کر پُورا جسم مُراد لیا گیا ہے (یعنی صرف قدم نہیں رکھے جائیں گے بلکہ پورا انسان موجود ہو گا)

(ب) مثلاً "الحمد" کہہ کر پوری سورۃ فاتحہ مراد لینا۔ "الحمد" جزو ہے سورۃ فاتحہ کُل کا۔

۲۔ کُل بول کر جُزو مُراد لینا (کسی مکمل شے ر چیز کا ذکر کر کے اُس چیز کا کچھ حصّہ مُراد ہونا)

(ا) دِلّی جو ایک شہر تھا، عالم میں انتخاب ہم رہنے والے ہیں، اُسی اُجڑے دیار کے

حالانکہ شاعر دِلّی کے ایک مکان میں رہتا ہے جو کہ جُزو ہے، دِلّی کُل ہے (یعنی شاعر کی مُراد مکان سے ہے)

(ب) **اور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا ساغرِ جم سے میرا جامِ سِفال اچھا ہے** (ساغرِ جم۔ بادشاہ کا پیالہ۔۔ جامِ سِفال۔ مٹّی کا پیالہ)

شعر میں بازار کا لفظ استعمال ہوا ہے حالانکہ چیز پورے بازار کی بجائے محض ایک دکان سے خریدی گئی ہے (یعنی شاعر کی مُراد دکان سے ہے)

(ج) ہاتھوں سے پھول توڑنا۔ ہاتھ سے مراد انگلیاں ہیں جنہوں نے پھول توڑا۔

(د) حکیم نے نبض پر ہاتھ رکھا۔ یہاں ہاتھ سے مراد انگلیاں ہیں جو حکیم نے نبض پر رکھیں۔

۳۔ سَبَبْ بول کر مُسَبَّبْ مُراد لینا

(۱) **اتنا ٹوٹ کے برسا بادل، ڈوب چلا میخانہ بھی** بادل برسنا بتایا گیا ہے حالانکہ بارش برستی ہے۔ بادل سبب ہے۔

(۲) **باشاہی مسجد لاہور اورنگ زیب عالمگیر نے بنوائی** اورنگ زیب سبب ہے، مسجد تو مستریوں نے بنائی ہے۔

۴۔ مُسَبَّب بول کر سَبَب مُراد لینا

(۱) **میں آٹا پِسوانے جا رہا ہوں** (۲) **آگ جل رہی ہے**

حالانکہ آٹا مُسَبَّبْ (نتیجہ) ہے، گندم پسوائی جاتی ہے۔ اسی طرح آگ مُسَبَّبْ (نتیجہ) ہے، جل تو لکڑی رہی ہے۔

۵۔ ظَرْف بول کر مظروف مُراد لینا

(۱) **دریا بہہ رہا ہے۔** (۲) **ہنڈیا جل گئی۔** (۳) **میں پیپسی کی دو بوتلیں پی گیا۔** (۴) **ہمارا حال سارا گھر جانتا ہے۔**

حالانکہ دریا نہیں، پانی بہہ رہا ہے۔ ہنڈیا نہیں، اس میں موجود سالن جل رہا ہے بوتل نہیں، اس میں موجود مشروب پیا جاتا ہے اور گھر نہیں گھر والے حال جانتے ہیں۔ یہ (دریا، ہنڈیا، بوتلیں، گھر) چاروں ظرف Container ہیں، ان سے مراد مظروف ہے جو سب کے لئے عام فہم ہے۔

٦۔ مظروف بول کر ظَرْف مُراد لینا

(۱) **الماری سے شربت اٹھانا** یہاں شربت سے مراد شربت کی بوتل ہے

۷۔ آلہ بول کر صاحبِ آلہ مُراد لینا

(۱) **قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہے** یہاں قلم سے مراد اہلِ علم اور تلوار سے مراد اہلِ تلوار یعنی سپاہی یا فوجی ہیں۔

(ب) **تسبیح اور تاج کی لڑائی** یہاں تسبیح سے مراد علماء حضرات اور تاج سے مراد بادشاہی نظام ہے۔

~~~~~~

کنایہ

کنایہ کے لغوی معنی ہیں پوشیدہ بات کہنا۔ اردو زبان میں عام طور پہ جملے ملتے ہیں "والدین نے اشاروں کنایوں میں بیٹے کو بات سمجھا دی"۔

علم بیان کی اصلاح میں کنایہ وہ لفظ ہے جس کے حقیقی معنی مراد نہ ہوں بلکہ معنی غیر حقیقی مراد ہوں۔ اور اگر حقیقی معنی بھی مراد لئے جائیں تو جائز ہوں اور جلدی سمجھ آ جائیں جیسے

ا۔ **امجد پیٹ کا ہلکا ہے** پیٹ کا ہلکا کے اصلی معنی ہیں ہلکے پیٹ والا، جس کے پیٹ میں کوئی چیز نہ ٹھہرے مگر اس میں کنایہ یہ ہے کہ امجد راز کی بات جلد اُگل دینے والا شخص ہے۔

ب۔ **ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اِتراتا**
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے
~~~~~~